مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی *

مولانا مفتی محمود اور مولانا سمیع الحق کے ہری پور جیل میں مصروفیات

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

۱۹۷۷ء تحریک نظام مصطفیٰ کے دوران ہری پور جیل میں جناب شفیق الدین فاروقی کی ڈائری

قسط (۳۰)

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزّہ و اقارب' اہل محلّہ و گردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی گئی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ' تحقیقی عبارت' علمی لطیفہ' مطلب خیز شعر' ادبی نکتہ' اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں...... (مرتب)

دوران اسارت کا ایک اہم ترین واقعہ جنرل ٹکا خان وزیر دفاع اور وزیر اعظم بھٹو کی تجویز پر راولپنڈی منتقلی: دورانِ اسارت ایک اہم واقعہ مولانا سمیع الحق صاحب، حاجی فقیر محمد خان صاحب (ایم این اے) کا سابقہ جنرل ٹکا خان حال وزیر دفاع پاکستان کے کہنے پر راولپنڈی جانے کا پیش آیا۔ ۲۴ گھنٹے کا یہ سفر شاہراہ قراقرم کے سلسلہ میں ان حضرات کو حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ سے سی ایم ایچ ہسپتال راولپنڈی میں ملانے کے سلسلہ میں تھا دلچسپ سفر کی تفصیل یہ ہے...... شاہراہ قراقرم جو شاہراہ ریشم بھی کہلاتا ہے، ریشم کی طرح باریک اور سخت دشوار گزار گھاٹیوں اور سربفلک پہاڑوں کے لحاظ سے پاکستان کا گویا پل صراط کہلاسکتا ہے، یہ راستہ سوات اور ہزارہ

---

* مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

کے کوہستانی علاقوں سے گزر کر پاکستان کو چین سے ملاتا ہے،ایوب خان مرحوم کے زمانہ میں پاکستان اورچین کے باہمی معاہدے کے بعد اسکی تعمیر شروع ہوئی اورچین نے بھی اس کی تعمیر میں اپنے سخت جان چینی کاریگروں اورانجینئروں کولگایا۔

شاہراہ ریشم کی نازک جغرافیائی حیثیت اورتحریک میں اسکی احتجاجاً بندش:

یہ سڑک ایسے بلند وبالا پہاڑوں کوکاٹ کاٹ کر بنائی گئی ہے کہ جہاز بھی اسے بے خطر ہوکر عبور نہیں کرسکتے ، ہیلی کاپٹر بھی ان پہاڑوں کے درّوں سے گزرتا ہے تواس کی پرواز بعض سڑکوں سے بہت نیچی ہوتی ہے اوراوپر سے پتھر مار کر بھی اسے گرایا جاسکتا ہے،اگرکوئی گاڑی ذراسی سڑک سے سرک کر نیچے گرجائے توکئی کئی ہزارفٹ کی مہیب گھاٹیوں میں اسکے پرزے تک بھی نہ مل سکیں۔

چین کی اہم بین الاقوامی حیثیت اور پاکستان اورچین کے درمیان اسی راستہ کی شہ رگ کی طرح اہمیت نے اس شاہراہ کو دنیا میں نازک جغرافیائی حیثیت دیدی ہے،قومی اتحاد کی اسلامی تحریک شہروں اوردیہاتوں سے گزر کر جب دورافتادہ سرحدی علاقوں اوران سربفلک پہاڑوں تک کواپنی لپیٹ میں لے چکی جو پاکستان کی سرحدات کے لیے سدِ سکندری کا کام دے رہے ہیں،تواس شاہراہ کے متعلق جیل میں بھی افواہیں پہنچنے لگیں کہ اس شاہراہ کے غیوراورمومن کوہستانی باشندوں نے راستہ کوکئی مقامات سے کاٹ دیا ہے، یہ خبریں ہمیں اس علاقہ کے اسیر رہنماؤں کے متعلقین کے ذریعہ پہنچیں، کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں نے راستہ کھولنے سے اسوقت تک انکار کیا ہے، جب تک کہ موجودہ حکومت مستعفی ہوکرقومی اتحاد کے زعماء بالخصوص اسکے بزرگ اورعالم قائدمولانا مفتی محموداوران کے رفقاءکواسلامی نظام کاعملی موقعہ نہ دے۔

گورنرسرحدنصیراللہ بابر کی جیل میں آمد، حاجی فقیر محمد خان سے ملاقات:

اس کے بعد ایک دن گورنرصوبہ سرحد جناب نصیراللہ خان بابر ہری پور آئے ،اورجیل سے باہر ریسٹ ہاؤس ہمارے بزرگ اسیر ساتھی کوہستانی علاقہ کے منتخب رکن قومی اسمبلی حاجی فقیرمحمد خان صاحب بٹگرام (ہزارہ) سے ملاقات کی اوراس شاہراہ کے کھولنے کے سلسلہ میں ان سے مدد چاہی۔مگر حاجی فقیر محمد خان صاحب نے ایسے کسی تعاون سے معذرت ظاہر کی،حاجی فقیر محمد خان صاحب نہایت سلجھے ہوئے پڑھے لکھے انسان ہیں، دارالعلوم دیوبند میں بھی پڑھ چکے ہیں اوراس زمانہ میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ سے بھی کئی کتابیں پڑھی ہیں،موجودہ

انتخابات میں وہ جمعیۃ العلماء اسلام کے ٹکٹ پر اسی کوہستانی علاقہ سے مولانا عبدالباقی وغیرہ کے مقابلہ میں قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے،جیل کے اسیروں کیلئے مسائل اورانتظامی امور میں بھی آپ بڑی سرگرمی سے حصہ لے رہے ہیں اوراسیران جمعیۃ اکثر مشکلات میں ان سے رجوع کرتے ہیں۔جیل میں قائدمحترم مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ کے آرام وراحت اوران کے کھانے کا نظم ونسق بھی عموماً ان کے ذمہ تھا،اورمولانا سمیع الحق صاحب بھی اکثر اسی احاطہ نمبر۹ میں ہوتے تھے،آپ نے انہیں جیل کے اس احاطہ کے سپرنٹنڈنٹ کا خطاب دیا تھا۔

شیخ الحدیث ایکسیڈنٹ اورسی ایم ایچ راولپنڈی میں علاج کی خبریں:

الغرض ادھرشاہراہ قراقرم کے بند ہوجانے اوراس کے دوررس اثرات پرجیل میں اڑتی خبریں آرہی تھیں کہ اسی اثنا میں ایک دن ملاقاتیوں میں سے راولپنڈی سے آئے ہوئے کسی شخص نے مولانا سمیع الحق صاحب کو بتایا کہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کا راولپنڈی میں ایکسڈنٹ ہوگیا ہے اورآپ سی ایم ایچ کے وی آئی پی روم نمبر۲ میں زیرعلاج ہیں،دراصل ہمیں یہ تو معلوم تھا کہ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ آنکھوں کے علاج کے سلسلہ میں اسی ہسپتال میں داخل ہورہے ہیں۔

بہت عرصے سے ان کی آنکھوں کوشوگر کی بیماری نے متاثر کیا تھا،کئی سال پہلے پشاور میں آنکھوں کے ماہرمعالج جناب ڈاکٹرمحمدنوازصاحب نے ان کی دائیں آنکھ کا اپریشن بھی کیا مگر خاطرخواہ فائدہ نہ ہوسکا،اب بائیں آنکھ بھی موتیا اورپردوں کی زد میں تھی۔پاکستان کے مشہور معالج چشم جناب بریگیڈیر احمدرضا پیرزادہ صاحب بھی ایک مدت سے آپکی آنکھوں کا معائنہ کرتے رہے ہیں۔ان کا تعلق حضرت مولانا گنگوہیؒ کے خاندان سے ہے اورحضرت شیخ الحدیث مدظلہ کیساتھ ایک نہایت عقیدتمند مرید کی طرح تعلق رکھتے ہیں اورخودبھی نہایت انہاک سے معائنہ کرتے ہیں،ان کی خواہش الیکشن سے قبل تھی کہ دائیں آنکھ جس کا اپریشن پہلے ہوچکاتھا کا دوبارہ اپریشن کیاجائے،اورجس میں معمولی سی روشنی باقی رہنے کی امید پر بریگیڈیر صاحب دوبارہ اپریشن کرنا چاہتے تھے...... ان دنوں یہ طے ہوا کہ آپ ہسپتال میں اپریشن کروائیں،اتنا ہمیں معلوم ہوگیا کہ آپ ۲۵؍اپریل بروز پیرسی ایم ایچ راولپنڈی کے آفیسروارڈ میں داخل ہوچکے ہیں مگرایکسڈنٹ کی بات ہم سے چھپائی گئی تھی،تاکہ جیل میں پریشانی نہ ہومگرکسی شخص نے اتفاقیہ مولانا سمیع الحق کو بتلادیا اوریہ بھی کہا کہ گاڑی آپ کے بھائی مولانا انوارالحق چلارہے تھے۔اوردوسرے بھائی پروفیسرمحمود

الحق حقانی بھی ساتھ تھے جنہیں معمولی چوٹیں آئی ہیں۔ایسی تشویشناک اطلاع سے اور پھر جبکہ جیل کی سلاخوں میں مجبور اور بے بس ہوں مولانا سمیع الحق صاحب کی پریشانی لازمی تھی انہوں نے آکر چپکے سے مجھ سے اس کا ذکر کیا ،اور پھر انہوں نے ڈپٹی سپرنڈنٹ جیل سے عصر کے بعد سی ایم ایچ راولپنڈی فون کروانے کا کہا ہے اورانہوں نے بخوشی اجازت دی ہے یہ وقت عجیب کشمکش میں گزرا ،عصر کی نماز کے بعد حسب معمول مولانا سمیع الحق صاحب نے احاطہ اے ڈی سی کی وسیع گروانڈ میں درس حدیث دیا۔درس سے فراغت کے بعد آپ نے حاجی فقیر محمد خان صاحب جو درس میں موجود تھے ایکسڈنٹ کی بات بتلا دی وہ بھی فون کرنے کے لیے ساتھ گئے۔

جنرل ٹکا خان وزیر دفاع اور جنرل بابر ہی کے ذریعہ شیخ الحدیث سے پنڈی میں جا کر ملنے کا فوری اور خدائی انتظام:

ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب دفتر میں موجود تھے انہوں نے سی ایم ایچ راولپنڈی کا نمبر معلوم کرنے کی کوشش کی اوراس سلسلہ میں ٹیلیفون انکوائری سے بات کرنے کے لیے ریسیور اٹھایا،پھر آپ کچھ دیر کسی سے بات کرتے رہے،فارغ ہونے کے بعد حیرت سے فقیر محمد خان صاحب اور مولانا سمیع الحق سے کہا کہ عجیب قسمت ہے آپ کی ،مجھ سے سپرنٹنڈنٹ جیل بات کررہے تھے کہ سابق جنرل ٹکا خان کا فون آیا ہے کہ آپ لوگوں کو راولپنڈی سی ایم ایچ میں مولانا عبدالحق صاحب کے پاس فوراً پہنچادیا جائے ،اسے مولانا مدظلہ کی کرامت اوراللہ کے فضل کے سوا کیا کہا جائے کہ جہاں جیل سے باہر فون پر بات کرنا بھی مشکل تھا ،وہاں اب ان حضرات کو مولانا صاحب مدظلہ کے پاس بہت جلد پہنچنے کی صورت بھی نکل آئی ،حضرات فوراً معاملہ سمجھ گئے ،کہ شاہراہ قراقرم کے سلسلہ میں مولانا مدظلہ کے پاس جانے کیلئے کہا گیا ہوگا۔اس کے بعد سپرنٹنڈنٹ جیل اپنے دفتر میں تشریف لائے ،شام کا وقت قریب تھا ،مولانا سمیع الحق کا تعلق پشاور سے تھا اور وہاں کے حکام سے اجازت لینا ضروری تھا ،سپرنٹنڈنٹ جیل نے جنرل ٹکا خان سے بات کی انہوں نے گورنر سرحد سے بات کی اور گورنر سرحد نے کہا کہ میں نے ڈی سی پشاور سے کہا ہے کہ وہ ابھی احکامات جاری کردے کہ انہیں جلد از جلد جیل سے راولپنڈی لے جانے کیلئے کاغذات تیار ہوسکیں۔جنرل ٹکا خان صاحب کے حکم پر سپرنٹنڈنٹ جیل براہ راست متعلقہ حکام سے پوچھے بغیر یہ کاروائی نہیں کرسکتے تھے ،اور حاجی فقیر محمد خان صاحب بھی مولانا سمیع الحق صاحب کے بغیر اس سفر سے انکار کررہے تھے۔یہ قدرت کا عظیم

انتظام تھا کہ ابھی پانچ بجے کی خبروں میں تھا کہ سابق جنرل ٹکا خان صاحب نے سینیٹ کا ممبر منتخب ہوجانے کے بعد ملک کے وزیر دفاع کا عہدہ سنبھال لیا ہے، جنرل صاحب کے حلف اٹھانے کے بعد سب سے پہلا فوجی معرکہ شاہراہ قراقرم کا تھا جسے آپ کسی طرح حل کرنا چاہتے تھے اور اس کے پہلے ہی مشاغل اور احکامات مولانا سمیع الحق کے ان کے والد بزرگوار مدظلہ سے ملاقات کا ذریعہ بن گئے، ورنہ فطری طور پر کیا کیا پریشانیاں اور وسوسے ہوتے کہ مولانا مدظلہ کی صحت کیسی ہے؟ اور ایکسڈنٹ کی کیا نوعیت ہے؟ الغرض شام کے بعد نو بجے رات جیل کے حکام نے ان دونوں کو راولپنڈی جانے کیلئے رخصت کیا، دونوں حضرات رات کے ساڑھے دس بجے راولپنڈی کے سی ایم ایچ گئے ،بعض فوجی حکام کمرے کے نیچے ہی منتظر تھے اور دونوں کو شیخ الحدیث مدظلہ کے کمرہ میں لے گئے، اس سے قبل شاہراہ قراقرم کے ایریا کمانڈر میجر جنرل صفدر بٹ جو کافی دیر سے شیخ الحدیث مدظلہ کے کمرے میں موجود تھے۔ اور ان لوگوں کے پہنچنے کا انتظار کررہے تھے، نے شیخ الحدیثؒ کو بتا دیا کہ حضرت اگر آپ برا نہ مانیں تو ہم بتلا دیں کہ آپکے صاحبزادہ صاحب بھی ہری پور جیل سے آرہے ہیں، حضرت نے فرمایا کہ مجھے تو خوشی ہوگی۔ بہرحال ان دونوں کے پہنچنے کے بعد فوجی حکام کمرہ سے باہر چلے گئے۔

آدھی رات کو شیخ الحدیث کے پاس پہنچ گئے، ایریا کمانڈر میجر جنرل صفدر بٹ وغیرہ کا انتظار:

اور حضرت شیخ الحدیث نے انہیں بتایا کہ پرسوں صبح صبح صوبہ سرحد کے گورنر جناب نصیر اللہ خان بابر میرے پاس آئے اور کافی دیر تک بیٹھے رہے، انہوں نے کہا کہ ہمیں کوہستان سے اطلاعات ملی ہیں کہ

شاہراہ قراقرم کی بندش مولانا عبدالحق کے فتوی یا مشورے سے؟:

شاہراہ قراقرم کو آپ کے کسی فتویٰ یا مشورہ پر عمل کرتے ہوئے بند کیا گیا ہے اور یہ کہ جب تک مولانا عبدالحق صاحب کی کوئی تحریری ہدایت ہمیں نہ ملے ان رکاوٹوں کو ہرگز ہٹانے کے لیے تیار نہیں ......

مولانا مدظلہ نے ان سے کہا کہ اگر میری کوئی ایسی تحریر آپ کے پاس موجود ہے تو اسے لاکر دکھا دیجئے ویسے میں کیسے کوئی ہدایات جاری کرسکتا ہوں، بہرحال دو ڈھائی گھنٹہ کے بعد شیخ الحدیث مدظلہ نے گورنر صاحب کو مشورہ دیا کہ میں اس سلسلہ میں کسی تعاون سے معذور ہوں، مسئلہ قومی اتحاد اور قومی سطح کا ہے آپ اس علاقہ کے جمعیۃ العلماء اسلام کے ایم این اے حاجی فقیر محمد خان کے مشورہ سے کوئی قدم اٹھائیں اس کے بعد گورنر صاحب مولانا مدظلہ کے مشورہ پر راولپنڈی سے

سیدھے ہری پور جیل آئے اور حاجی صاحب سے ملاقات کی جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔گورنر صاحب نے مولانا مدظلہ کو ذاتی تعلقات اپنی عقیدت وغیرہ سب کچھ پیش کیا مگر حضرت نے فرمایا کہ یہ ملک کی ہمہ گیر تحریک ہے اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے ہے، میں کسی بھی تحریر یا کسی ایسے کاغذ پر دستخط کرنے سے معذور ہوں۔ حضرت مدظلہ نے ان حضرات کو بتلا دیا کہ گورنر صاحب کے جانے کے بعد فوج سے وابستہ حضرات میرے پاس آتے رہے اور مجبور کرتے رہے کہ میں خود آپ حضرات سے بات کروں۔اس سلسلہ میں آپ کو لایا گیا ہے اور اب آپ اپنی صوابدید پر ان سے بات کریں اور اجازت مل سکے تو سہالہ جیل میں مفتی صاحب مدظلہ سے جا کر بات کریں۔

جرنیلوں کی شاہراہ کے بارہ میں پریشانیاں:

وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ شیخ الحدیث مدظلہ کے پاس موجود جنرل بار بار شاہراہ کے صورتحال کے بارہ میں اپنی پریشانیاں ظاہر کرتے رہے۔اوراس سلسلہ میں اس علاقہ سے آئی ہوئی تحریری اطلاعات بھی بتلاتے رہے،جس پر مولانا مدظلہ کے کہنے پر شاہراہ بند کردینے کا ذکر تھا،جنرل صاحب موصوف نے ایک تازہ اطلاع کے حوالہ سے بتایا کہ کوہستانی لوگوں نے ایک چینی بلڈوزر کو جلا دیا ہے تو جب شیخ الحدیث نے ان سے کہا کہ الحمدللہ کہ جانی نقصان تو نہیں ہوا،بلڈوزر اور گاڑیاں تو ہر روز بے حساب سڑکوں پر جل رہی ہیں اسکے جواب میں جنرل صاحب نے بھارت چین جنگ کا ذکر کیا اور کہا چین نے بھارت کی سرحد پر اپنی کھوئی ہوئی بھیڑوں کا مطالبہ کیا تھا۔

قائد تحریک مفتی محمود کے اجازت کے بغیر تعاون سے انکار،فوجی میس میں منتقلی:

الغرض گھنٹہ ڈیڑھ یہ دونوں حضرات حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے ساتھ بیٹھے رہے پھر ان سے رخصت لی،باہر منتظر ایک فوجی نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کا کوہستانی علاقہ میں جانے کا پروگرام ہے؟ پٹن لے جانے کے لیے ہیلی کاپٹر تیار کھڑا ہے،انہوں نے کہا کہ ہم اپنے اختیار سے کب ایسا کرسکتے ہیں؟ پھر وہ آفیسر دونوں حضرات کو اپنی گاڑی میں بٹھا کر انجنیئرنگ فوجی میس راولپنڈی صدر لے گئے جہاں ان کے ٹھہرانے کا خاطر خواہ انتظام تھا اور وہاں ہر طرح کی خاطر مدارت ہوتی رہی ہری پور کی پولیس گارڈ حراست کرتی رہی۔

۲۸/اپریل صبح ناشتہ کے بعد ۸ بجے ایک فوجی افسران کے پاس آیا اور حاجی فقیر محمد خان اور مولانا سمیع الحق کو یہ کہہ کر ساتھ لے گئے کہ آپ ہمارے بالائی افسران سے بات کریں گے۔

وزیر دفاع جنرل ٹکا خان ، جنرل صفدر بٹ ، جنرل شفقات سید کی عدالت میں کھری کھری دوٹوک باتیں :

مولانا سمیع الحق صاحب نے بتایا کہ وہ آفیسر ہمیں گاڑی میں بٹھا کر سابق جنرل ٹکا خان حال وزیر دفاع وسلامتی امور کے مکان پر لے گیا جو غالباً صدر کی ہار لے سٹریٹ میں تھا، یا اس کے آس پاس جنرل ٹکا خان اپنے دفتر میں موجود تھے اوراس دن وزارت سنبھالنے کے بعد ان کا پہلا دن تھا، ان کے پاس میجر جنرل صفدر بٹ بھی موجود تھے یہ لوگ بڑے تپاک سے ملے، چند لمحے بعد میجر جنرل شفقات سید بھی آگئے ،علیک سلیک کے بعد جنر ل ٹکا خان نے شیخ الحدیث مدظلہ کے ایکسڈنٹ اورعلالت کا ذکر کیا، ان کی مزاج پرسی کی اورخود سارے حالات بتا کر کہا کہ میں پوری طرح مولانا کی خبر گیری کر رہا ہوں اورانشاء اللہ ان کی صحت اچھی ہوجائے گی ۔پھر متعلقہ موضوع شاہراہ قراقرم پر بات شروع ہوئی اور کہا کہ آپ لوگ بیشک اپنی تحریک چلائیں اورجو بھی کریں مگر ہم سڑکوں کی بندش کی اجازت نہیں دے سکتے ،باتوں باتوں میں گویا جتلانے کے انداز میں کہا کہ ہم لوگوں نے کوہستان کے لوگوں کیلئے سڑکیں بنائیں، ان میں لنگر تقسیم کئے ،اوراب وہ لوگ یہ صلہ دے رہے ہیں ،مولانا سمیع الحق اور حاجی فقیر محمد خان صاحب نے جو ایک غیور مرد کوہستانی ہیں نے فوراً کہا کہ آپ لوگوں نے لنگر تقسیم کئے یا کروڑوں روپیہ ان لوگوں کے نام پر ہضم کیا،ٹکا خان صاحب جھنجھلا اٹھے اور خشمگین انداز میں کہا کہ کس نے ہضم کیا؟ جواب میں کہا گیا کہ عربوں سے زلزلہ زدگان کے نام پر کروڑوں روپیہ آیا اوران لوگوں میں ایک ایک سیر گڑ اور چند روٹیاں بانٹی گئیں، باقی حکومت نے اور بھٹو نے ہضم کیا؟ جنرل صاحب نے اس موقعہ پر بھی بھٹو صاحب کی صفائی کرنا ضروری سمجھا اور کہا کہ بھٹو نہیں نیچے کے لوگوں نے کیا ہوگا، ابتداء ہی سے گفتگو کے انداز میں تلخی اوران حضرات کی طرف سے جارحانہ اور جرأتمندانہ جوابات دیکھ کر کچھ دیر تک جنرل صاحب کے تیور چڑھے رہے، مگر بہت جلد انہوں نے اپنا انداز بدل دیا اورنرمی سے بات چیت شروع کی اور کہا کہ ہم لوگوں کا کام تو سڑکیں بنانا ہے آپ لوگوں کی حکومت آئے تب بھی ان ضرورتوں کو پورا کریں گے مگر اس وقت تو نازک معاملہ ہے۔

سات سات ہزار چینی اور پاکستانی فوج نرغے میں :

ان تینوں آفیسروں نے گفتگو میں بتلایا کہ وہاں کی صورتحال نازک ہے، سات ہزار پاکستانی فوجی اور سات ہزار چینی کاریگر اس وقت گھرے ہوئے ہیں ان کے رسد کا مسئلہ ہے جو بہت کم رہ گیا

ہے،اس سے بڑھ کران حضرات نے اس بات پر زور دیا کہ خود آپ کے عوام جو بالائی علاقوں مثلاً گلگت وغیرہ میں رہتے ہیں اور جو کئی لاکھ ہیں سامانِ رسد منقطع ہو جانے کی وجہ سے مشکلات میں ہیں اس وقت کئی سو ٹرک مال سے لدے ہوئے رکے ہوئے ہیں،شاہراہ پانچ چھ جگہ سے کاٹ دی گئی ہے،اپنے آدمیوں کو تو ہم ہیلی کاپٹر کے ذریعہ رسدِ خوراک پہنچا دیں گے لیکن تمہارے عوام کا کیا ہوگا؟ ہوائی جہاز سے سامان پہنچانا بہت مہنگا ہے،ایک ٹرک کے سامان کے لیے ایک جہاز درکار ہے ان لوگوں کی تکلیف بڑھ رہی ہے جواب میں کہا گیا کہ جب ان لوگوں نے ایسا کیا ہے تو وہ قربانیاں دینے کے لیے تیار ہوں گے اور تکالیف کو خندہ پیشانی سے سہیں گے۔ پورے ملک کے لوگ قربانیاں دے رہے ہیں انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہمارے علم میں تو قومی اتحاد کی مرکزی قیادت نے سڑکوں کو بلاک کرنے کی اپیل نہیں کی مگر اب چونکہ ایک علاقہ کے عوام ایسا کر چکے ہیں تو ہم اس سلسلہ میں تعاون سے معذور ہیں۔

مولانا عبدالحق کے شاگردوں کی بڑی تعداد نے فتوی پر عمل کرایا:

مگر جنرل ٹکا خان صاحب نے کہا کہ ہمیں ثقہ اطلاعات ملی ہیں کہ اس علاقہ میں جمعیۃ العلماء اسلام کا اثر زیادہ ہے،عوام علماء کے زیر اثر ہیں اور ہمیں بتایا گیا ہے کہ مولانا عبدالحق صاحب نے ایسا کوئی فتوی دیا ہے اور اس علاقہ میں مولنا صاحب کے موجود شاگردوں کی بڑی تعداد نے ایسے فتوی پر عملدرآمد کرایا،انہوں نے بار بار یہ بھی کہا کہ مولانا صاحب کا ایکسڈنٹ نہ ہوا ہوتا تو ہم انہیں مجبور بھی کر لیتے اب کیا کیا جائے،اب آپ لوگ وہاں جا کر انہیں کہہ دیں کہ مولانا نے بھیجا ہے۔

گورنر سرحد جنرل نصیر اللہ بابر سے رابطے:

ٹکا صاحب نے کہا کہ میں نے گورنر سرحد کو بھی ذاتی دوست کی حیثیت سے مولانا عبدالحق صاحب کے پاس بھیجا تھا نہ کہ سرکاری اور گورنر کی حیثیت سے بلکہ اس لیے کہ گورنر صاحب مولانا کے حلقہ انتخاب کے باشندے ہیں اور مولانا صاحب سے اچھا تعلق رکھتے ہیں،مگر جواب میں انہوں نے کہا کہ ہمیں تو اس مقصد کے لیے جیل سے بلایا ہی نہیں گیا، بلکہ یہ کہا گیا کہ آپ لوگ مولانا سے ہسپتال میں مل لیں، ریٹائرڈ جنرل ٹکا خان صاحب نے کہا کہ نہیں سرحد کے گورنر سے روانگی کے وقت بتلا دیا تھا، پھر ریٹائرڈ جنرل نے گورنر سے پشاور فون ملایا اور انہیں کہا کہ آپ خود بات کریں، گورنر صاحب نے فون پر حاجی فقیر محمد خان صاحب سے کافی دیر تک بات کی اور لے دے ہوتی رہی انہوں نے پشتون والی اور اسلام کے واسطے پیش کئے، حاجی صاحب نے جواب میں کہا کہ

اسلام کی بات مفتی محمود صاحب اور مولانا عبدالحق صاحب ہم سے زیادہ سمجھتے ہیں، اگر آپ اس سلسلہ میں ہمیں مجبور کرتے ہیں تو ہمیں سہالہ کیمپ جیل میں مفتی محمود صاحب سے ملائیں، ہم ان کے سامنے ساری صورتحال رکھ دیں گے وہ قومی اتحاد کے سربراہ ہیں اور ہم موجودہ حکومت کے نہیں بلکہ ان کے پابند ہیں وہ اگر ہمیں اجازت دیں تو ہم آپ سے تعاون کرسکیں گے۔ فون پر گفتگو ہوئی تو جنرل صاحب نے گورنر سے بات کی اور کہا کہ یہ لوگ بار بار یہی کہتے ہیں کہ ہم مفتی صاحب سے مل کر کوئی جواب دے سکتے ہیں، مگر مفتی صاحب سے ملاقات کی اجازت تو ہمارے بس میں نہیں اس کے لیے تو اوپر سے اجازت لینا ہوگی۔

جنرل ٹکا خان کا دھمکی آمیز انداز:

باتوں باتوں میں ریٹائرڈ جنرل صاحب نے اپنے ماضی کی روایات کا انداز لئے ہوئے دھمکی آمیز انداز میں یہ بھی کہا کہ ہم چوبیس گھنٹوں میں سڑک کھول سکتے ہیں، دیر میں ہم نے فساد رفع کیا یہ کیا وہ کیا، مگر جواب میں ان سے کہا گیا کہ آپ تو قوت اور طاقت والے ہیں، ایک گھنٹہ میں بھی کھول لیں مگر ہم کیا کرسکتے ہیں؟ دبی زبان میں بنگلہ دیش اور اس کے انجام ونتائج کی طرف بھی اشارے ہوئے، گفتگو کے دوران فوج کے ان سرکردہ حضرات سے ایک بار یہ بھی کہا گیا کہ آپ لوگ کیوں ہمیں مجبور کرتے ہیں، اسی علاقہ کے مولوی عبدالحکیم اور مولوی عبدالباقی جو پی پی پی سے وابستہ ہیں کو کیوں نہیں بھیجتے، وہاں سے پی پی پی کے دو صوبائی امیدوار بھی منتخب قرار دئے گئے ہیں، ان سے کیوں نہیں کھلواتے؟ اس کے جواب میں بے اختیار ٹکا خان صاحب کے منہ سے نکلا کہ جی ہاں مگر وہ تو بوگس ممبر ہیں عوام نے تو آپ لوگوں کو منتخب کیا ہے وہ تو جے یو آئی کے لوگوں کو مانتے ہیں اس پر دونوں طرف سے ایک زوردار قہقہہ بلند ہوا، ایک دفعہ حاجی فقیر محمد خان نے الزامی طور پر کہا کہ ہماری حیثیت کیا ہے، عوام نے مجھے منتخب کیا، میں ایم این اے ہوں مگر سی کلاس میں پڑا ہوا ہوں اور یہ معمولی چپل پہنے ہوئے جیل سے لایا گیا ہوں۔

تحریک نظام مصطفیٰ کی وسعت کی طرف توجہ دلائی:

مولانا سمیع الحق صاحب نے اس پر اضافہ کرتے ہوئے کہا کہ ٹکا خان صاحب! شاید آپ لوگوں سے صورتحال کی نزاکت اور اہمیت مخفی رکھی گئی ہے، اس وقت پورے ملک کے ہر طبقے کا خلاصہ علماء، ومشائخ وکلاء، طلباء، مزدور لیڈر سیاستدان غرض پڑھے لکھے طبقے کا نچوڑ جیلوں میں پابند سلاسل ہے اور سی کلاسوں میں سڑ رہا ہے۔ خیبر سے کراچی تک یہی عالم ہے؟ جنرل صاحب نے کہا

کہ اتنی بڑی تعداد کیلئے جیلوں میں بہتر کلاس فراہم کرنا مشکل ہے۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ آپ میری بات کو تکالیف کی شکایت سمجھ بیٹھے۔ ہم ان تکلیف پر شاکی نہیں نہ سی کلاس کی شکایت ہے بلکہ لوگ بڑی سے بڑی قربانیاں بھی دیں گے، البتہ آپکو اس تحریک کی وسعت اور ہمہ گیری اور نازک ترین صورتحال کی طرف متوجہ کرانا مقصود تھا۔

الغرض کافی دیر تک بات چیت ہوتی رہی، چائے سے بھی تواضع ہوئی مگر ادھر سے ایک ہی جواب تھا کہ ہمیں سہالہ جیل میں قومی اتحاد کے سربراہ سے ملا دیا جائے تب کوئی جواب دیا جا سکتا ہے۔

مفتی صاحب سے ملانے کیلئے بھٹو سے اجازت کا انتظار:

جنرل ٹکا خان صاحب نے کہا کہ اچھا آپ لوگ راولپنڈی ہی ٹھہریں، آپ ہمارے مہمان ہوں گے۔ کوئی تکلیف نہیں ہوگی میں اوپر سے (بھٹو صاحب ہی مراد ہو سکتے تھے) پوچھ کر بتلاؤں گا۔ اگر ضرورت سمجھی گئی تو آپکو سہالہ بھیج دیا جائے گا۔ اسکے بعد یہ حضرات رخصت لینے لگے۔ مولانا سمیع الحق نے جنرل صاحب سے کہا کہ بہرحال ہم اس بات پر تو مشکور ہیں کہ آپکی وجہ سے جیل سے نکل کر مجھے اپنے والد صاحب سے ملنے کا موقعہ تو ملا۔ اسکے بعد آپ نے جنرل صاحب سے کہا کہ جب تک ہم راولپنڈی میں ہیں ہسپتال میں مولانا کے پاس آنے جانے اور ساتھ رہنے کی اجازت ہو جو انہوں نے بخوشی دیدی۔ جنرل ٹکا خان صاحب سے مصافحہ ہوا اور چلتے چلتے یہ بھی کہا گیا کہ جنرل صاحب نہایت ہی نازک موقعہ پر آپ نے اپنے اوپر بڑی نازک ذمہ داریاں ڈال لی ہیں۔

جرنیلوں کے سامنے استغناء بے نیازی کی غیر مرئی ایٹمی لہریں:

مولانا سمیع الحق نے یہ بھی کہا کہ جنرل ٹکا خان صاحب کی ایک خاص شہرت رہی تھی۔ کچھ عرصہ ان کی عظمتوں کا چرچا سنتے رہے مگر پچھلے چند دنوں سے انکی زندگی کے تازہ پہلوؤں سے وہ سارے نقوش اب مٹ چکے تھے اور اس ملاقات کے دوران جنرل صاحب کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے ہم میں استغنا اور شان بے نیازی اور قلندرانہ انداز کی عجیب کیفیت تھی، جیسے کوئی غیر مرئی ایٹمی لہریں جسم میں دوڑ رہی ہوں۔ واقعی مخاطب کی عظمت اور عدم عظمت کا تعلق اسکے کردار سے ہے۔ خارجی شان وشوکت اور قوت وسطوت پر نہیں۔ مولانا سمیع الحق اس وقت پلاسٹک کی ہوائی چپل پہنے ہوئے تھے' جس میں جیل سے لائے گئے تھے' مولانا نے پاؤں اٹھا کر جنرل کی میز پر رکھ دیا اور کہا کہ ہمیں ایسے جوتے پہننے کی بھی شکایت نہیں' مولانا نے بعد میں کہا کہ دراصل میں نے جرنیلوں کو جوتا لہرا کا ظلم کے خلاف اپنی رگ حمیت ٹھنڈی کرنی چاہی۔

دوبارہ فوجی میس منتقلی:

اسکے بعد آپ لوگ ان کے دفتر سے باہر آئے میجر جنرل صفدر بٹ اور میجر جنرل شفقات سید (جنکا انداز نہایت شریفانہ تھا اور وہ لوگ شاہراہ کی بندش اور موجودہ نازک حالات سے بے چینی محسوس کررہے تھے) نے باہر تک آکر انہیں گاڑی میں بٹھا کر رخصت کیا۔ اور انجینئرنگ فوجی بیس میں لے آئے، اس دوران انہوں نے دوبارہ ہسپتال جاکر حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ کی مزاج پُرسی کی اور انہیں تفصیلات بھی بتلا دیں۔

بھٹو کی تقریر کے بعد ہری پور جیل واپسی:

شام کو جس وقت ریڈیو سے بھٹو صاحب کی قومی اسمبلی میں وہ تقریر نشر ہورہی تھی جس میں امریکی ڈالروں کے فرضی سیلاب کا ذکر تھا کہ ایک فوجی افسر نے آکر مہمان خانہ میں ان دونوں کو اطلاع دی کہ آپ فارغ ہیں اور ہری پور جیل واپس جاسکتے ہیں۔ یعنی جنرل ٹکا صاحب کو یا تو انہیں سہالہ بھیجنے کی اجازت نہیں ملی ہوگی یا انہوں نے خود ضرورت نہیں سمجھی ہوگی۔ پہلے سے اندازہ یہی تھا کہ حضرت مفتی صاحب سے ملنے کا اور ان سے مشورہ لینے کا معاملہ تو انہیں مفید مطلب نظر ہی نہیں آئے گا۔ اسکے بعد پولیس کی گاڑی ان دونوں کولیکر ہری پور لے آئی، رات ۹ ساڑھے نو بجے ہم لوگ بڑی بے چینی سے ان حضرات کے منتظر تھے کہ یہ لوگ جیل پہنچ گئے۔

جیل میں بڑی بے چینی:

جیل سے انہیں لے جانے کے بعد جیل میں دونوں حضرات کے بارہ میں بڑی بے چینی پھیل گئی تھی، اور تمام دن اتحاد کے اسیر رہنما جیل کے سپرنڈنٹ سمیت ساری انتظامیہ کو پریشان کرتے رہے کہ ہمیں دونوں کے بارہ میں صحیح صورتحال بتلا دی جائے، لوگوں کو خطرہ تھا کہ کہیں فوجی حکام انہیں جبری طور پر کوہستانی علاقہ نہ لے گئے ہوں۔ دن گذرنے کیساتھ ساتھ پریشانی بڑھتی رہی یہاں تک کہ جیل کی انتظامیہ سے کہا گیا کہ اگر کل تک یہ حضرات نہ آئے تو ہم جیل کے تالوں اور سلاخ دار جنگلوں کا وہی حشر کریں گے جو حضرت مفتی صاحب کو ہری پور سے سہالہ جیل منتقل کرنے کے وقت قیدیوں بپھرے ہوئے ہجوم نے کیا تھا۔ مگر جب مولانا سمیع الحق اور حاجی صاحب پہنچ گئے تو خوشی کی لہر دوڑ گئی اور رات گئے تک حال احوال معلوم کرنے کیلئے تانتا بندھا رہا۔ تقریباً دو ہزار افراد کو الگ الگ مطمئن کرنا اور تفصیلات بتلانا مشکل تھا۔ اس لئے انہوں نے کہا کہ کل عصر کے بعد عام جلسہ میں ساری روئیداد سنا دی جائے گی جسے دوسرے دن عصر کے بعد جناب حاجی صاحب نے

عام جلسہ میں بیان کیا۔

ابتلاء و آزمائش میں سرخروئی:

اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو ابتلاء اور آزمائش کے مراحل سے بھی سرخرو کر کے نکالا، اور فوج سے وابستہ ایک اہم شخصیت وزیر دفاع سے آمنے سامنے انکو کھل کر ایسی بہت سی باتیں کہنے کا موقعہ ملا جو ان دنوں لوگوں کے دلوں کی دھڑکن میں شامل ہو گئی تھیں (اور جسے تفصیلاً یہاں بیان نہیں کیا جا سکتا) اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ کی عیادت اور خود ملاقات کرنے سے تشویش بھی رفع ہوئی، انکے ایکسڈنٹ کا معاملہ یہ تھا کہ حضرت جب علاج کے لئے راولپنڈی تشریف لا رہے تھے تو گاڑی (سرخ ہلمین گاڑی بہت پرانے ماڈل ۱۹۶۲ء کے الیکشن سے قبل سے حضرت مدظلہٗ کے استعمال میں ہے) جسے انکے صاحبزادہ مولانا انوارالحق چلا رہے تھے ایک جی ٹی ایس سے بچاتے ہوئے ان سے بے قابو ہوگئی اور تین چار دفعہ الٹ پلٹ گئی مگر اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے حضرت شیخ الحدیث بالکل بچ گئے۔ ایک ہاتھ پر معمولی سی خراش کے علاوہ کوئی تکلیف نہ ہوئی جبکہ شیشہ بہت دور جا گرا اور چھت پچک گئی اور پیچھے بیٹھے ہوئے انکے صاحبزادے پروفیسر محمود الحق حقانی بھی قدرے گاڑی کے دباؤ سے زخمی ہوئے، اب تک حضرت شیخ الحدیث ہسپتال میں زیر علاج ہیں، اصل علاج آنکھوں کا ہو رہا ہے۔ پیرزادہ صاحب نے آنکھ کا اپریشن کیا ہے۔ مگر خاطر خواہ افاقہ نہیں ہوا۔ جناب کرنل ذوالفقار صاحب ماہر امراض قلب بھی بڑی محبت سے مرض قلب کا علاج کر رہے ہیں۔

ہسپتال میں مفتی محمود کا علاج اور شیخ الحدیث کی بار بار تیمارداری:

سنا ہے کہ حسن اتفاق سے مولانا مفتی محمود صاحب کو بھی سہالہ کیمپ جیل سے برائے علاج اسی وارڈ میں لایا گیا اور مولانا عبدالحق مدظلہٗ کے کمرے کے بالکل نیچے انکا کمرہ تھا۔ اس طرح مولانا کے آس پاس موجود تیمارداروں اور ملاقاتیوں کی وجہ سے حضرت مفتی صاحب سے بھی جو کڑی حراست میں ہیں کوئی نہ کوئی سلسلہ جنبانی ہو جاتی۔ سنا ہے کہ حضرت مفتی صاحب کڑی حراست کے باوجود اپنے اختیارات سے حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ کی تیمارداری کے لئے ایک دو مرتبہ اوپر کمرہ میں تشریف لے گئے اور کافی دیر تک انکے ساتھ بات چیت بھی کرتے رہے۔